O

نفسِ اَمارہ ستاتا ہی رہا
مَیں تو بس خود کو بچاتا ہی رہا

عُمر کے ہر موڑ پر تازہ فریب
دامنِ دنیا لُبھاتا ہی رہا

میرے اندر بھی کئی شیطان تھے
میں انھیں سجدے کراتا ہی رہا

ظاہر و باطن میں اتنا فرق تھا
خود کو مَیں خود سے چھپاتا ہی رہا

https://emad-ahmad.com/

مجھ سے تو قائم نہ ہوتی اک نماز
پَر خدا مجھ سے کراتا ہی رہا

اپنا قیدی ہوں سَو اپنے آپ سے
اپنے قبضے کو چھڑاتا ہی رہا

خیر وشر کی جنگ میں دونوں طرف
خود کو مَیں خود سے لڑاتا ہی رہا

خیمۂ دل حق کا یا باطل کا ہے
جو رہا اس میں بتاتا ہی رہا

اب نہیں، لیکن عماد اک دَور میں
تُو بھی تو دھوکے میں آتا ہی رہا

https://emad-ahmad.com/